

## 302114- عورت کے مقام، ناقص العقل ہونے اور پسلی سے پیدا کیے جانے کے متعلق سوالات

### سوال

میں جانتی ہوں کہ اسلام نے عورت کو بہت عزت عطا کی ہے مجھے اس کا انکار نہیں ہے۔ لیکن کچھ شرعی نصوص ایسی ہیں جن کی وجہ سے میرے ذہن میں اشکالات پیدا ہوتے ہیں، مثلاً: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف گواہی کے معاملے میں عورت کو ناقص العقل قرار دیا ہے جبکہ علمائے کرام عورت کو ہر چیز میں ہی ناقص العقل قرار دیتے ہیں!؟ اور کیا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: (یہ چیز عورت کے کم عقل ہونے کی وجہ اور یہ چیز عورت کے دین میں کمی کی وجہ ہے) سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ کمی اور کوتاہی کی دیگر وجوہات بھی ہو سکتی ہیں؟ اور جب کوئی مسلمان عورت امام نووی رحمہ اللہ کے موقف جیسی بات: "عورتوں کی بد اخلاقی پر صبر کرنا۔۔۔" پڑھنے پر کیا محسوس کرنی ہوگی؟ کیا اس سے یہ نہیں لکھا کہ ساری کی ہیں؟ اسی طرح انہوں نے یہ بھی کہا کہ: "عورتوں کی کم عقلی پر صبر کرنا۔۔۔" پھر امام ابن حجر رحمہ اللہ نے تو اس کے لیے {مداراة} کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا مطلب چشم پوشی ہے، پھر اسی پر بس نہیں بلکہ متعدد علمائے کرام نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کرتے ہوئے اسی لفظ کو استعمال کیا ہے، جس سے ایسے لکھا ہے کہ حدیث میں کسی ایسے شخص کا مذکور ہے جس کی عقل میں فتوہ ہے یا وہ پاگل ہے! حالانکہ ہم بھی غور و فکر کرتی ہیں، تدبیر کی صلاحیت ہے، ابھی طرح سمجھتی بھی ہیں اور الحمد للہ حصول علم کے لیے کوشش بھی رہتی ہیں، لیکن پھر بھی خواتین کے بارے میں ایسی سوچ کیوں؟ جبکہ یہ بات بھی مشورہ ہے کہ بیٹیوں ادب اور اخلاقیات زیادہ ہوتی ہیں، تو پھر مجھے پسلی والی حدیث بھی سمجھا دیں، اگر بیٹیاں با ادب اور با اخلاق ہوتی ہیں تو پھر حدیث میں مذکور ٹیڑھ پن کیا چیز ہے؟ کوئی اس کے جواب میں کہ دیتا ہے کہ ثبت حالات نادر ہوتے ہیں اور ان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ تو اس پر یہ اعتراض ہے کہ کیا عورتوں میں دینداری اور اخلاقیات نادر طور پر ہاتی جاتی ہیں؟ ایک روایت میں تو اظہار ہیں کہ: {لَنْ تَشْتَقِّمْ لَكَ عَلَىٰ خَالِيٰ} یعنی عورت کو آپ بھی بھی ایک ڈگر پر چلتا ہوا نہیں پائیں گے۔ تو یہ چیز ہر شخص میں پائی جاتی ہے کہ مرد بھی ایک ڈگر پر ٹپتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے تو عورت کے لیے یہ الفاظ خاص طور پر کیوں استعمال کیے گئے؟ قرآن اور تفسیر کا مطالعہ کرتے ہوئے اس طرح کے بہت زیادہ سوالات ذہن میں آتے ہیں، میں نے انہیں اپنے ذہن سے ہٹانے کی کافی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی ذہن میں تازہ ہو جاتے ہیں۔ میں نے اپنی تسلی کے لیے آپ سے پوچھا ہے؛ کیونکہ میں خود بھی پہلے اسلام کے متعلق اٹھائے جانے والے ثبات کا جواب دیا کرتی تھی، اس لیے میں امید کروں گی کہ آپ میرے سوال کا تفصیلی جواب عنایت فرمائیں، اور محل قسم کا جواب مت دیجیے گا کیونکہ اس سے میرے اشکالات ختم نہیں ہوں گے۔

### پسندیدہ جواب

#### اول:

مومن کو اس بات پر یقین ہونا چاہیے کہ اسلام نے عورت کو بہت عزت بخشی ہے، اس کے ساتھ حسن سلوک کیا ہے، پھر عدل کرتے ہوئے عورت کو اس کا حق دیا ہے۔

چنانچہ عورت ماں کی شکل میں ہو یا بیٹی کی صورت میں بہن ہو یا بیوی ہر حالت میں اسے عزت بخشی ہے، اس کے لیے واضح نصوص موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہی مرد اور عورت کو پیدا فرمایا ہے، وہی ان دونوں کا رب اور معبد ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ذات کسی پر ظلم نہیں فرماتی اللہ تعالیٰ کی ذات ظلم سے پاک صاف ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے :

**۱۰۷۷- (وَإِنَّكَ بِنَدْوَنَّا لِلْعَلِيٰ).**

ترجمہ: اور تیر ارب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ [فصلت: 46]

ایسے ہی فرمایا:

﴿وَلَا يُظْلِمْ رَبْكَ أَحَدٌ﴾

ترجمہ: اور تیر ارب کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا۔ [الکھف: 49]

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی پوری امت پر مہربان اور مشفقت ہیں، آپ کے ہاں بھی مردیا عورت میں کوئی تفریق نہیں تھی، بلکہ خواتین کے لیے خصوصی طور پر وصیت فرمائی۔ صرف اس لیے کہ آپ کو خواتین پر ظلم و زیادتی کا خدشہ تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود اپنی ازواج مطہرات کا بھرپور خیال رکھتے تھے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اچھا اسی کو قرار دیا جو اپنے اہل خانہ کے لیے سب سے اچھا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مومنوں میں سے کامل ترین ایمان کا مالک شخص وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے، اور تم میں سے بہترین وہی ہے جو اپنی خواتین کے لیے اخلاق کا اچھا ہے۔) اس حدیث کو ترمذی رحمہ اللہ (1082) نے روایت کیا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ترمذی میں صحیح قرار دیا ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ: (تم میں سے بہترین ہی اپنے اہل خانہ کے لیے بہترین ہے، اور میں تم سب سے زیادہ اپنے اہل خانہ کے لیے بہترین ہوں۔) اس حدیث کو ترمذی رحمہ اللہ (3895) اور ابن ماجہ: (1977) نے روایت کیا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ترمذی میں صحیح قرار دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے بارے میں یہ حکم بھی دیا: (تم مجھ سے خواتین کے لیے خیر خواہی کی وصیت لے لو۔) اس حدیث کو امام بخاری: (3331) اور مسلم: (1468) نے روایت کیا ہے۔

اب جس شخص کو ان خاتون پر یقین ہو تو سوال میں مذکور نصوص کو حقیقی روح کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔

چنانچہ ہمارے دین میں عورت کی کسی بھی طرح سے تحریر نہیں ہے، اور یہ خاترت ہو بھی کیسے سکھتی ہے کہ عورت ہی ماں کا درج پاپی ہے جو کہ حسن سلوک میں والد سے زیادہ خدار ہے، یہی عورت یوں بنتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سکون اور دنیاوی متعار قرار دیا بلکہ دنیا کا بہترین متعار قرار دیا، یہی عورت ہی اولاد اور بچوں کی ماں ہے، تو یہ کوئی مرد ایسا ہو سکتا ہے جو اپنے بچوں کی ماں کے متعلق یہ سوچ رکھے کہ وہ تحریر اور قبل مذمت ہو؟

مندرجہ بالا امور کی تفصیلات جاننے کے لیے آپ سوال نمبر: (132959) کا مطالعہ کریں اس میں اسلام کی جانب سے عورت کو دی گئی عزت افرادی کا ذکر ہے۔

اس بارے میں مزید کے لیے آپ سوال نمبر: (70042) اور (40405) کا جواب ملاحظہ کریں۔

دوم:

عورت کی کم عقلی کا ذکر حدیث مبارکہ میں بالکل واضح ہے، اور اس کا تعلق عورت میں پائے جانے والے جذبات ہیں جن کی رو میں بہ کہ عورت اپنے ساتھ ہونے والے حالات اور واقعات کو لکھنڑوں نہیں کر کر پاپی، چنانچہ گواہی دینے کے معاملے میں عورت کو اپنے ساتھ کسی ایسی معاون خاتون کی ضرورت ہوئی جو بھولنے پر اسے یاد کروائے۔

دینداری میں کسی بھی واضح طور پر حدیث مبارکہ میں موجود ہے کہ ماہواری کے ایام میں عورت نماز روزے کا اہتمام نہیں کر سکتی، اب اس کی پر عورت کو ملامت نہیں کیا جاسکتا؛ کیونکہ اس چیز کو روکنا عورت کے اختیار میں ہی نہیں ہے، البتہ کسی ایسے انسان کے مقابلے میں اسے کسی قرار دیا جائے جو نماز اور روزے کا پابندی سے اہتمام کر سکے، اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی ایسی ہی تناول پر سرزنش فرمائی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا کیا ہے اس کی دیکھادیکھی خود بھی انہی چیزوں کی تناست کرنے لگو، چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

۔وَلَا تَمْنَعُوا فَتَنَّ اللَّهُ ۝ بَعْضَنْمَعَلِيَّ بَعْضِ الْرِّجَالِ فَصَبَبَ عَنَّا كَتْسِنَ وَإِنَّا لَنَا مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔

ترجمہ: اگر اللہ نے تم میں سے کسی ایک کو دوسرے پر کچھ فضیلت دے رکھی ہے تو اس کی تنازہ کرو۔ جو کچھ مردوں نے کیا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ (ثواب) ہے اور جو عورتوں نے کیا ہے اس کے مطابق ان کا بھی حصہ ہے۔ ہاں اللہ سے اس کے فضل کی دعائی نکتے رہا کہ ویقیناً اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ [النساء: 32]

مجادلہ رحمہ اللہ، سیدہ ام سلمہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک بار کہا: "مردوں کو جہاد کا موقع ملتا ہے جبکہ عورتوں کے لیے یہ موقع نہیں ہے، اور ہمیں وراثت میں سے آدھا حصہ دیا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورت نساء کی آیت: **۔وَلَا تَمْنَعُوا فَتَنَّ اللَّهُ ۝ بَعْضَنْمَعَلِيَّ بَعْضِ الْرِّجَالِ**۔ اگر اللہ نے تم میں سے کسی ایک کو دوسرے پر کچھ فضیلت دے رکھی ہے تو اس کی تنازہ کرو۔ [النساء: 32] نازل فرمائی، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی نازل ہوا کہ: **۔إِنَّ اَنْتَ لَنَّمِينَ وَالنِّسَنَاتِ ...**۔ [الاحزاب: 35] اس حدیث کو ترمذی رحمہ اللہ (3022) نے روایت کیا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ہم پہلے دین اور عقل میں کسی کا مفہوم سوال نمبر: (111867) کے جواب میں بیان کر کچے ہیں، اس میں یہ بھی ہے کہ حدیث میں مذکور عقلی اور دینی کی کا حکم عام نہیں ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ عورت جذبات کی رویں بہ جاتی ہے اور پھر اپنے آپ پر کنڑوں نہیں کرپاتی، اور ہم اسے عورت میں نقص نہیں سمجھتے؛ کیونکہ انہی جذبات کی وجہ سے ہی عورت ایسے کام کرنے کے قابل ہو جاتی ہے جو مرد حضرات نہیں کر سکتے، مثلاً: پچوں کی دیکھ بھال کرنا، اسی طرح ایسی ذمہ داریاں ادا کرنا جو عورت کے علاوہ کوئی استطاعت نہیں رکھتا، مثلاً: خاوند کا خیال رکھنا، خاوند کی وجہ سے تکالیف برداشت کرنا، پھر عورت کا خاوند کے ساتھ ناراض ہو کر دوبارہ منا لینا وغیرہ۔

سوم:

عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، اور پسلی کا ٹیڑھاترین حصہ اوپر والا ہوتا ہے۔ تو یہ کوئی اور قدری معاملہ ہے عورت کے بس کی بات ہی نہیں ہے، اور اگر عورت مومن ہے تو اسے اپنے خالق پر کسی قسم کا اعتراض بھی نہیں ہوگا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو بھی پیدا کرتا ہے یا کائنات کے کسی معاملے میں کوئی فیصلہ کرتا ہے تو اس میں حکمت ضرور ہوتی ہے۔

پھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے متعلق یہ چیزیں بتالئیں تو مقصود یہ تھا کہ عورت کا خیال رکھا جائے، اور عورت کی طرف سے پیش آنے والے امور کو اسی تناظر میں دیکھا جائے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی مذمت، یا تختیر یا ڈانت ڈپٹ کے لیے نہیں بتالئیں۔

جیسے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (عورتوں کے بارے میں خیر کی وصیت لے لو؛ کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی میں سب سے ٹیڑھاترین حصہ اوپر والا ہوتا ہے، اور اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو توڑ ڈیٹھو گے، اور اگر اسے اس کی حالت میں چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی، اس لیے عورتوں کے بارے میں خیر کی وصیت لے لو۔) اس حدیث کو امام بخاری: (3331) اور مسلم: (1468) نے روایت کیا ہے۔

ایسے ہی صحیح مسلم: (1468) میں ہی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور یہ بھی بھی تمہارے لیے کسی ایک حالت پر نہیں رہے گی، تم اس سے لطف اٹھانا چاہو تو اسی ٹیڑھ پن کے ساتھ ہی لطف اٹھاؤ گے، اور اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو توڑ ڈیٹھو گے، اور اسے توڑنا خالق دینا ہے۔)

اسی طرح مسند احمد: (20093) اور مسند رک حاکم: (7333) میں سیدنا سمرہ بن جنبد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، اور اگر آپ پسلی کو سیدھا کرنے کی کوشش کریں گے تو اسے توڑ دیں گے، اس لیے تم عورت کے ساتھ بچشم پوشی کے ساتھ رہو تو زندگی کر اپاراؤ گے۔) اس حدیث کو مسند احمد کے محققین نے صحیح قرار دیا ہے، اسی طرح البانی نے بھی اسے صحیح الجامع: (1944) میں صحیح قرار دیا ہے۔

تو عورت کی تخلیق میں ہی مزاج کمزوری اور کچھ جانبداری کے ساتھ شدید نویعت کی غیرت اور جذبات کی بھرمار ہے۔ اب جو شخص بھی چشم پوشی سے کام لے، سامنے آنے والی غلطیوں سے درگزر کر کے تو اپنی زندگی کا مزہ اٹھاسکتا ہے، لیکن اگر کوئی ہر چھوٹی بڑی بات پر احتساب شروع کر دے، اور ہر معاملے میں اسے سیدھا کرنا چاہے تو یہ شخص اپنی ہی زندگی کا سکون خراب کر رہا ہے، اسے بھی بھی سکون نہیں ملے گا، اور آخر کار طلاق تک معاملہ پہنچ جائے گا۔

یہ چیز خاوندوں اور ازادوں ای جی زندگی کے مسائل حل کروانے والوں کو معلوم ہوتی ہے۔

اور اگر کوئی عورت اس بات کو تسلیم نہ کرے تو یہ اس لیے ہے کہ اس عورت نے خواتین کے ایسے ناخاوندوں کے ساتھ بر تاؤ بر کجھی غور نہیں کیا ہوتا۔

مرد کبھی عورت کے ساتھ رہ سوں سے حن سلوک برت رہا ہو، لیکن پچھلے کوئی کوتاہی ہو جائے تو عورت فوراً کہہ دے گی: میں نے تھوڑے من کبھی خردا یکھی سی نہیں !!

زندگی کے ساتھی کی اس انداز سے ناشکری مردوں میں بھی بوسکتی ہے لیکن عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے، اور یہی وہ چیز ہے جسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹیپڑ پن قرار دیا ہے، اور مردوں کو صبر سے کام لینے کی تلقین کی ہے۔

اور اب آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ سوال میں مذکور چشم پوشی کا لفظ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیا ہے، یہ لفظ ابل علم نے اپنی طرف سے منتخب نہیں کیا، اب چشم پوشی کا مطلب واضح ہے کہ غلطیوں سے صرف نظر کر لیا جائے، اب یہاں یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عورت پاگل یا بوقوف ہوتی ہے، جیسے کہ آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے۔

پھر اخلاقی طیہ پن یا ایسی کوئی بات جب عورتوں کے بارے میں کی جاتی ہے تو اس کا مطلب بھی یہ نہیں ہوتا کہ ہر عورت میں یہ پیزی موجود ہے، یا ہر عورت کا اخلاق ایسا ہی ہوتا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت سے غلطیاں ہوتی ہیں، اور جذبات کی رو میں بہت جلد ہے جاتی ہے۔

پھر یہ بات ذہن نہیں رکھیں کہ ہر شخص کی بات لی بھی جا سکتی ہے اور اسے مسترد بھی کیا جا سکتا ہے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے۔

آپ ذرا اپنی ہی بات پر غور کریں کہ آپ نے سوال میں کہا: "قرآن اور تفسیر کا مطالعہ کرتے ہوئے اس طرح کے بہت زیادہ سوالات ذہن میں آتے ہیں" یہ مبالغہ آرائی اور کسی پر حکم لگاتے ہوئے جلد بازی کی ایک مثال ہے جو کہ اکثر خواتین میں ہے، قرآن کریم پڑھتے ہوئے آپ کو کتنی بھیزیں ایسی ملی ہیں؟

ان تمام تفصیلات کے بعد: ہمیں اس قسم کے سوالات کہ جن میں کلام الٰہی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر اعتراضات کیے جاتے ہوں اچھے نہیں لگتے، ہمیں تو تعجب ہوتا ہے کہ جس کے دل میں ایمان جگہ بنناچکا ہے پھر بھی اس کے دل میں ایسے سوالات کیوں موجود ہیں؟

ترجمہ: جو بھی مرد یا عورت عمل صاف کرے اور وہ ایمان کی حالت میں ہو تو ہم اسے بڑی آسودہ زندگی دیں گے اور ہم اسے اس کے بہترین عملوں کا ضرور بدل دیں گے۔ [اللخ: 97]

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَمَنْ يَعْلَمْ مِنِ الظَّالِمَاتِ مِنْ ذَكْرِ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُوْمِنٌ فَأُذْتِكَ بِمَا تَلَوْنَ الْجَنَاحَةَ وَلَا يَنْهَا لَهُنَّ عَوْنَرٌ﴾.

ترجمہ: جو بھی مرد یا عورت نیکیاں کرے اور وہ ایمان کی حالت میں ہو تو یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کھجور کی گھٹلی کے پیچے بنے سوراخ جتنا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

[الناء: 124]

ایک بکھر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَإِنْجَبْتُ لَهُمْ رَبْعَمْ أُنْثَى لَا أُضِيقُ عَلَيْهِنَّ مِنْ ذَكْرِ أَوْ أُنْثَى بَعْضَهُنَّ مِنْ بَعْضٍ﴾.

ترجمہ: تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ: میں تم میں سے کسی مرد یا عورت کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا، اور تم سب کے سب اس معاملے میں یکساں ہو۔ [آل عمران:

[195]

تو آپ اپنی توجہ عبادات اور نیکیاں کرنے میں لگائیں، اور اپنے قلب و ذہن میں وسوسے اور شبہات نہ آنے دیں؛ کیونکہ دنیا کی عمل کی جگہ ہے اور کل آخرت کے دن دنیا کی محنت کا صلدہ دیا جائے گا، اور جو آج بونیں گے وہی کل کاٹیں گے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گوہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی شرح صدر فرمائے، آپ کے معاملات آسان فرمائے اور شیطانی حملوں سے آپ کو محفوظ بنائے۔

واللہ اعلم